بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس قرآن

مولانا محمد ادریس السلفی

ھوالذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا وکلوامن رزقہ والیہ النشور (الملک)

ترجمہ:۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا پس تم اس کے اطراف وجوانب میں چلو پھرو اور اس کے رزق میں سے کھاؤ اور (یہ بات بھی یاد رکھو کہ) دوبارہ زندہ ہو کر اسی کی طرف جانا ہے۔

آیت مبارکہ میں اللہ پاک بندوں پر اپنے احسانات کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے زمین کو نرم، مطیع، فرمانبردار بنا دیا ہے تاکہ اس سے اپنی جملہ حاجات پوری کرسکیں اس میں گڑھا کھودیں، عمارت کھڑی کریں، کاشت کیلئے الٹ پلٹ کریں تو اسے سخت یا ناقابل انتفاع نہ پائیں گے۔ زمین کی اسی صفت کو قرآن پاک نے مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ مھادا۔ فراشا۔ بساطا۔ قرارا۔ کفاتا۔ دحاھا۔ طحاھا۔

زمین کی اطاعت گذاری اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ انسان اس پر گندگی کے انبار لگاتا ہے اور یہ اس سے آدمیوں کیلئے اعلیٰ ترین غذائیں مہیا کر دیتی ہے۔ گندگی کو اس کے باطن میں دفن کر دیں تو بجائے اندرونی تعفن کے انسان کیلئے خوشنما انگوریاں باہر آجاتی ہیں۔ تعفن ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ترین اشیاء کی برآمد زمین کا وہ خاصہ ہے جو کسی بھی دوسری مخلوق یا انسانی ایجاد کو حاصل

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو اس اونٹ کی طرف جس کی نکیل سے بچہ جدھر چاہے لے جائے مطیع کر دیا ہے۔ جس شکل میں چاہیں اس کو ڈھال لیں۔

فامشوا فی مناکبها

مناکب منکب کی جمع ہے کندھے پر بولا جاتا ہے۔ یہاں اس سے مراد پہاڑ ہیں جو زمین کیلئے بالکل انسانی کندھے کی طرح بلند ہیں۔ اگرچہ مجاھد اور بعض دوسرے مفسرین نے اس سے مراد جوانب واطراف بھی لئے ہیں۔

گویا قرآنی تعبیر کا اشارہ اس جانب ہے کہ زمین کے میدانی حصہ پر تو چلنا پھرنا عام اور سہل ہے اس کی بلند و بالا جگہوں پر بھی چل کر دیکھو۔ ان کی تخلیق پر غور کرو سطح سمندر سے بلند و بالا ہونے کے باوجود پانی کی فراوانی بلکہ ان پر پانی کی نایابی سے زمین کا میدانی علاقہ بنجر ہو جانے پر غور کرو۔ زمین کی ان میخوں کا جسیم و ثقیل ہونا اور پھر قیامت کے دن دھنی روئی کی طرح اڑنا سب کچھ ذہن میں لا کر ان پر بھی سیر وسیاحت کیلئے جاؤ۔

وکلوا من رزقہ:۔ اللہ پاک نے جو رزق اس میں ودیعت رکھا ہے اسے کھاؤ۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی کہ زمین کے اطراف جوانب میں آنا جانا رزق کی تلاش کرنا ہرگز توکل کے منافی نہیں بلکہ اسباب اور وجہ کسب کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ گھر بنانا ہو تو اس زمین پر آنا جانا ہے تو اس پر روزی کا بندوبست اس پر۔ آخر ساری ضروریات کا حل اس پر ہے تو کیا یہ پر حکمت تخلیق کا ایجاد کسی مقصد کے حصول کا پیش خیمہ ہے یا بلا نتیجہ ہی ایسا حکیمانہ سلسلہ پیدا فرمایا۔ ان سب سوالات کا جواب ان انعامات کا مقصد ایک جملہ میں ذکر کر دیا کہ "والیہ النشور" جس میں واضح اشارہ ہے کہ رہنے کیلئے موزوں یہ زمین تمہارے لئے دارالاقامۃ نہیں بلکہ اس

پر سے گذر تو صرف مسافر کے گذرنے کی طرح ہے۔ اس کو ٹھکانہ سمجھ کر دل لگا لینا دانائی نہ ہو گی۔

یہ تیار شدہ مکمل منصوبہ صرف اس لئے ہے تاکہ تو (اس مسافر کی طرح جو راستہ سے اپنے سفر کیلئے) زاد راہ لے کر آگے گذر جائے۔ منزل سے قبل کسی عارضی قیام گاہ کو منزل مقصود سمجھ لینا مسافر کی نادانی اور ناعاقبت اندیشی ہو گی۔ جس کا لازمی نتیجہ منزل مقصود کے حصول میں نامرادی ہو گا۔ یہ آیت کریمہ وحدانیت باری تعالیٰ اس کی ربوبیت، قدرت و حکمت کرم نوازی اس کے احسانات کی یاددہانی پر مشتمل ہے۔

کیسے لطیف انداز میں یہاں دل نہ لگانے اور حساب و کتاب کی تیاری کا درس دیا ہے کہ اس جہاں رنگ و بو کی بساط لپیٹ جائے گی احسانات و انعامات کی شکر گزاری کا جواب طلب کیا جائے گا۔

اے مالک ہمیں اپنی حسین تخلیق سے انتفاع کے ساتھ ساتھ شکر گذاری کی توفیق عطا فرما تاکہ والیہ النشور کے دن اس مسافر کی طرح نہ ہو جائیں جو راہ گذر کو منزل سمجھ کر مقصود میں نامراد رہا ہو۔

انک سمیع الدعاء